

## مدیر کے نام

قاری فدا محمد، پشاور

’رسوں کی بیڑیاں‘ (اکتوبر ۲۰۰۸ء) کے عنوان سے مولانا مودودی کی تحریر تقریبات میں اسراف، معاشرت میں تعیش پسندی، رسوم کے بندھنوں سے گلوغلاصی اور جرأت سے سادہ زندگی اپنا کر معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کرنے کے حوالے سے ہماری رہنمائی کے لیے خاصے کی چیز ہے۔ اس تحریر میں معاشرت اسلامی کی روح سے منافی رسوں کو فنی زمانہ صرف تحریک سے غیر وابستہ عام تعلق داروں کے حق میں احتجاج کے ساتھ کربا قبول کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، جب کہ تحریک سے وابستہ افراد سے تو یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی پیٹھوں پر لدے ہوئے رواجوں کے بوجھ کو بیخ دینے میں پہل کریں، اور اس کام کو تحریک سے وابستہ افراد کا فرض گردانا گیا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ آج کل نہ صرف تحریک سے وابستہ عام صاحب ثروت افراد بلکہ بعض رہنما یا بنی تحریک بھی اسی رنگ ڈھنگ میں اپنی تقریبات رچاتے ہیں، جسے دوسروں کے حق میں بانگراہت قبول کرنے کی تاکید کی گئی تھی۔ نہ صرف تقریبات بلکہ ذاتی زندگی کے دوسرے مظاہر بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں، اور ہم معاشرے کی اصلاح کی خاطر نکلے بن کر رہنے کی ہدایت کے برعکس خود معاشرے میں اپنی ناک اونچی رکھنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد شکیل، لاہور

’زررداری سدرت‘ — چیلنج اور توقعات‘ (اکتوبر ۲۰۰۸ء) زررداری کی ’شخصیت‘ کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اب زررداری صاحب کو چاہیے کہ اپنی بے گناہی ثابت کرنے اور کرپشن کی تلافی کے لیے اپنے ہی مقروض ملک پاکستان پر رحم کھاتے ہوئے ۶۰ ملین ڈالر قومی خزانے میں واپس جمع کروادیں تاکہ کچھ نہ کچھ کفارہ ادا ہو سکے۔

اس موقع پر انتخابات کا بائیکاٹ کرنے والے اے پی ڈیم ایم کے موقف کے مضمرات و اثرات کا جائزہ لینا بھی مفید تھا۔ سیاسی بصیرت اور خود احصائی کے لیے سیاسی جماعتوں کو اپنی پالیسیوں کا تنقیدی نظریے جائزہ بھی لینا چاہیے کیونکہ یہ اہم پارٹیاں اب کافی حد تک پارلیمانی سیاست سے باہر ہیں۔ شفاف انتخابات کی وجہ سے ہی زررداری صاحب قوم پر مسلط ہو گئے ہیں، جب کہ تجوں کی بحالی اور عدلیہ کی آزادی کو سوں ڈور ہے۔ ملک و قوم مہجائی اور دہشت گردی کے خوفناک بحران میں مبتلا ہیں جس سے نکلنے کی اہلیت و صلاحیت موجودہ حکمرانوں میں نظر نہیں آتی۔